اجتہاد کا تاریخی پس منظر

اجتہاد استصلاحی

(۱۶)

جناب مولانا محمد تقی امینی صاحب ناظم دینیات مسلم یونیورسٹی علیگڑھ

فتح ذرائع وسدّ ذرائع (۲) فتح ذرائع وسد ذرائع (ذرائع کھولنا اوران کو بند کرنا۔)
ذریعہ کی تعریف یہ ہے۔

ماکان وسیلة وطریقة الی الشئ[۱] جو کسی شی کی طرف راستہ اور اس کا وسیلہ ہو۔

ظاہر ہے کہ عام اصول قواعد کے تحت احکام شرعیہ میں طاعت یا معصیت کا جو راستہ اور وسیلہ ہو اس کا کھولنا یا بند کرنا مراد ہے[۲] شریعت نے ذرائع کھولنے اور بند کرنے کا خاص اہتمام کیا ہے کہ اس کے بغیر طرح طرح کی دشواریاں ——— پیدا ہوتی اور بسا اوقات مقصود فوت ہو جاتا ہے ابن قیم نے سدِّ ذرائع کو چوتھائی شریعت قرار دیا ہے اور قرافی نے کہا ہے۔

ان الذریعة کما یجب سدها یجب فتحها وتکره وتندب وتباح فان الذریعة هی الوسیلة فکما ان وسیلة المحرام محرمة فوسیلة الواجب

ذریعہ جیسا کہ اس کا بند کرنا واجب ہے اس کا کھولنا بھی واجب ہے مکروہ ہے مستحب ہے اور مباح ہے کیونکہ ذریعہ وسیلہ ہے۔ جیسے حرام کا وسیلہ حرام ہے واجب کا

---

[۱] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۳ فصل فی سد الذرائع۔ [۲] وهبہ زحیلی الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی الذرائع۔ [۳] اعلام الموقعین ج ۳ فصل فی سدّ الذرائع ص ۱۵۹

واجب کالسعی للجمعۃ و للحج [۱] وسیلہ واجب ہے مثلاً جمعہ اور حج کے لئے جدوجہد

قرآن وحدیث سے فتح ذرائع کی مثالیں قرآن وحدیث سے فتح ذرائع کی چند مثالیں یہ ہیں:
اللہ تعالیٰ نے موسیٰ و ہرون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جاتے وقت تاکید کی۔

فقولا لہ قولا لیناً [۲] تم دونوں فرعون سے نرمی سے بات کرنا۔

بدترین دشمن سے نرم بات کرنے کا حکم اسی لئے تھا کہ بات کی سختی کہیں نفرت کا ذریعہ نہ بن جائے۔ اور مقصود فوت ہو جائے۔

نکاح میں میاں بیوی کی رضامندی کافی ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان، گواہ، ولی وغیرہ کی جو شرطیں لگائیں وہ اس لئے ہیں کہ نکاح اور سفاح (بدکاری) میں فرق ہو جائے اور نکاح بدکاری کا ذریعہ نہ بن جائے۔

جمعہ۔ عیدین اور نمازِ خوف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ اگرچہ زیادہ سکون و دلجمعی نہ ہو تاکہ کئی اماموں کے پیچھے نماز ملت میں انتشار کا ذریعہ نہ بن جائے۔

پڑی ہوئی چیز اٹھانے والے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ بنالینے کا حکم دیا — (حالانکہ وہ امین ہوتا ہے) تاکہ بدگمانی کا ذریعہ نہ بن جائے۔

رات کو نماز پڑھنے والے کے لئے جب نیند آنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سو رہنے کا حکم دیا کہ شاید وہ نیند کی حالت میں استغفار کے بجائے اپنے اوپر ملامت کرنے لگے اور اونگھ کی حالت میں نماز بددعا کا ذریعہ نہ بن جائے۔

قرآن وحدیث سے سدِ ذرائع کی مثالیں قرآن وحدیث سے سدِ ذرائع کی صد مثالیں یہ ہیں۔
قرآن حکیم میں بتوں کو برا کہنے سے منع کیا گیا کہ کہیں وہ اللہ کو برا کہنے کا ذریعہ نہ بن جائیں [۳]

---

[۱] شہاب الدین احمد قرافی۔ الفروق ج ۲ الفرق الثامن والخمسون۔ [۲] طٰہٰ ع ۲
[۳] الانعام ع ۱۳

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقین کو قتل کرنے سے منع فرمایا تھا کہ کہیں وہ اسلام سے نفرت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجنبی عورتوں کے ساتھ تنہائی سے منع فرمایا کہ وہ طبیعت کی جولانی کا ذریعہ نہ بن جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عدت اور احرام کی حالت میں نکاح سے منع فرمایا کہ وہ ایسی حالت میں بیوی سے قربت کا ذریعہ نہ بن جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرضخواہ کو ہدیہ قبول کرنے سے منع فرمایا کہ وہ قرض کی ادائیگی میں تاخیر کا ذریعہ نہ بن جائے۔

صحابۂ کرام کی مثالیں صحابۂ کرامؓ نے مرض موت میں بائنہ طلاق دی ہوئی عورت کو وارث بنایا کہ طلاق وراثت سے محروم کرنے کا ذریعہ بنائی گئی ہو۔

صحابۂ کرام نے قتل میں شریک تمام لوگوں کو قتل کا حکم دیا کہ سب سے قصاص نہ لینا کہیں قتل و خون ریزی میں تعاون کا ذریعہ نہ بن جائے [۱]

حضرت عمرؓ نے ایک ایسی بستی جلانیکا حکم دیا جس میں شراب بیچی جاتی تھی کہ وہ شراب کی ممانعت میں رکاوٹ کا ذریعہ بن جائے [۲]

حضرت عمر نے حلالہ کرنے والے اور جس کیلئے حلالہ کیا گیا ہے سنگساری کی سزا تجویز کی کہ حلالہ کہیں عیاشی کا ذریعہ نہ بن جائے۔

لا اوتی بمحلل ولا محلل له الا رجمتهما[۳] حلالہ کرنیوالا اور جس کیلئے حلالہ کیا گیا ہے جو بھی میرے پاس لایا جائیگا میں اسے سنگسار کر دوں گا۔

حضرت عثمان نے لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کیا تاکہ قرآن میں اختلاف کا ذریعہ نہ بن جائے۔

فقہا نے ذرائع کی چار قسمیں کی ہیں قرآن و حدیث اور صحابۂ کرام کی زندگی میں فتح ذرائع اور سد ذرائع کی بکثرت مثالیں موجود ہیں نمونہ کے طور پر ان میں سے چند ذکر کی گئی ہیں۔

---

[۱] ابن قیم اعلام الموقعین ج ۳ فی سد الذرائع [۲] ابن قیم الطرق الحکمیہ سلوک الصحابۃ ببعض الاحکام الغیرہ کا [illegible]

فقہار کرام نے عام اصول و قواعد کے تحت ان کو منضبط کرکے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ؎۱

۱:۔ وہ جو یقینا فساد و نقصان کا ذریعہ ہو جیسے راستہ میں ایسی جگہ کنواں کھودنا کہ تاریکی میں آدمی اس میں گر جائے اگر عام راستہ میں ہے تو بالاتفاق ناجائز ہے اور اگر اپنی ملکیت میں ہے تو عام نقصان ذاتی نفع پر غالب ہوگا۔ اور اسی کا اعتبار کیا جائے گا۔ کیونکہ نقصان دور کرنا نفع حاصل کرنے پر مقدم ہے۔

۲:۔ وہ جو شاذ و نادر فساد و نقصان کا ذریعہ ہو۔ جیسے وہ غذائیں جو بالعموم نفع پہونچاتی ہیں یا انگور کہ جس کے بے شمار منافع ہیں اور شراب بھی اس سے بنائی جاتی ہے۔ اس میں شاذ و نادر کا اعتبار نہ ہوگا۔

۳:۔ وہ جس کے فساد و نقصان کا ذریعہ بننے میں غلبۂ ظن ہو یقین نہ ہو۔ جیسے جنگ کے زمانہ میں دشمن کے ہاتھ ہتھیار فروخت کرنا۔ اس میں غلبۂ ظن کا حکم یقین جیسا ہوگا (بعض فقہار کا اختلاف ہے لیکن وہ زیادہ وزنی نہیں ہے)

۴:۔ وہ جو اکثر و بیشتر فساد و نقصان کا ذریعہ ہو لیکن اس کے باوجود غلبۂ ظن نہ حاصل ہوتا ہو جیسے ایسی مدت پر بیع کہ جس سے اکثر سود کی شکل پائی جانے کا احتمال ہو مثلاً کوئی شخص سامان دس روپیہ کے بدلہ ایک مہینہ کی مدت پر فروخت کرے پھر مہینہ پورا ہونے سے پہلے پانچ روپیہ نقد پر خریدے۔ امام مالکؒ و امام احمدؒ ایسے ذریعہ کو بند کرنے کے قائل ہیں اور امام شافعیؒ و امام ابوحنیفہؒ اس کے جواز کے قائل ہیں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام شافعیؒ و ابوحنیفہ عقود و معاملات میں الفاظ کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں نیت و ارادہ نہیں دیکھتے اور امام مالکؒ و احمدؒ دونوں پر نظر

(بقیہ حاشیہ صث کا) ؎۳ اعلام الموقعین ج ۳ فصل فی تغییر الفتوی۔

؎۱ شاطبی، الموافقات ج ۲ القسم الثانی مقاصد المکلف المسألۃ الخامسۃ۔ ابوزہرہ اصول الفقہ الذرائع۔

رکھتے ہیں۔ اختلاف صرف چوتھی شکل میں ہے اور کسی شکل میں نہیں ہے لیکن اس کی بنیاد پر بہت سے مسائل میں اختلاف پایا جاتا اور حیلہ شرعی کا جواز بھی اسی سے نکالا جاتا ہے جس کے تمام کی نہ حوصلہ افزائی کی ضرورت ہے اور نہ تفصیل کا موقع ہے [۱]

فقہاء اربعہ نے اس سے کام لیا ہے | "ذرائع" سے سبھی فقہاء (ظاہری کے علاوہ) نے کام لیا ہے کسی نے زیادہ اور کسی نے کم امام مالک نے اس کو مستقل اصل تسلیم کیا ہے اور سب سے زیادہ کام لیا ہے اس کے بعد امام احمدؒ نے پھر امام ابوحنیفہؒ و شافعیؒ نے دوسری "اصل" میں داخل کر کے اس سے کام لیا ہے۔ جیسا کہ قرافی نے کہا ہے۔

مالك لم ينفرد بذلك بل كل احد يقول بها ولا خصوصية للمالكية بها الا من حيث زيادتهم فيها [۲]

امام مالک تنہا نہیں ہیں بلکہ ہر ایک نے اس کو تسلیم کیا ہے مالکیوں کی خصوصیت اس بنا پر ہے کہ انھوں نے زیادہ کام لیا ہے۔

قرطبی نے کہا ہے۔

سد الذرائع ذهب اليه مالك واصحابه وخالفه اكثر الناس تاصيلا وعملوا عليه فى اكثر فروعهم تفصيلا [۳]

امام مالک اور ان کے اصحاب نے "سد ذرائع" کو تسلیم کیا ہے اکثر لوگوں نے مخالفت "اصل" مانے میں کی ہے۔ حالانکہ بہت سے مسائل میں خود انھوں نے اس پر عمل کیا ہے۔

فقہاء کی مثالیں | فقہاء کی چند مثالیں یہ ہیں۔

(۱) مسلمان قیدیوں کو چھڑانے اور ان کے ضرر کو دفع کرنے کے لئے دشمنوں کو مال دینے کی اجازت ہے اگرچہ اس میں ان کو قوت پہونچانا ہے۔ لیکن بڑے نقصان کو دور کرنے کے لئے اس نقصان کو برداشت کیا گیا۔

---

[۱] قرافی۔ الفروق ج ۲ الفرق الثامن والخمسون اعلام الموقعین ج ۳ الوسیط فی الاصول الفقہ الاسلامی۔ الموافقات جزء ثانی۔ [۲] شہاب الدین احمد قرافی۔ الفروق ج ۲۔ [۳] شوکانی۔ ارشاد الفحول المصالح المرسلہ المذہب التاسع ص ۲۲۹

(۲) مال کی رشوۃ دے کر معصیت سے بچاؤ حاصل کرنے کی اجازت ہے۔

(۳) ظلم سے بچنے کے لئے رشوۃ دینے کی اجازت [۱] ان سب صورتوں میں ممنوع فعل کو محض اس بنا پر گوارہ کیا گیا کہ انکا نقصان اس نقصان کے مقابلہ میں کم ہے جو اجازت نہ دینے کی شکل میں ہوتا ہے یہ اجازت بڑے نقصان کو دفع کرنے کا ذریعہ ہے

(۴) جو شخص اپنا مال سستا کرکے محض اس بنا پر بیچتا ہے کہ اس سے پڑوسی دکاندار کو نقصان پہونچے تو امام احمدؒ کے نزدیک اس کے یہاں خریدنا مکروہ ہے کیونکہ یہ پڑوسی کو نقصان پہونچانے کا ذریعہ ہے۔

(۵) جس معاملہ میں معصیت کی مدد ہوتی ہو وہ ناجائز ہے جیسے ڈاکوؤں کے ہاتھ ہتھیار بیچنا گھر و دکان بیچنا یا کرایہ پر دینا اس شخص کو جو اس میں معصیت کے کام کرے اور لوگ اس میں مبتلا ہوں۔ [۲]

(۶) حاکم کو اپنے علم کی بنیاد پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے کہ وہ غیر منصف حاکموں کے لئے اپنے علم کا بہانہ بنا کر غلط فیصلہ کا ذریعہ بنے گا۔

(۷) غلہ اٹھانے والے معمولی مزدوروں سے ضمان لینے کی اجازت ہے کہ یہ ضمان ان کے دست درازی نہ کرنے کا ذریعہ ہے۔ [۳]

(۸) کوئی شخص اپنی بیوی کو مرض موت یا ایسی حالت میں طلاق دے کہ جس میں اس کی ہلاکت کا ظن غالب ہے تو بیوی کو وراثت سے محروم نہ کیا جائے گا کہ یہ وراثت سے محروم کرنے کا ذریعہ ہے احناف کے نزدیک یہ طلاق فرار یا تعسف کہلاتی ہے جبکہ بیوی کی رضامندی کے بغیر طلاق دے اور عدت ہی میں شوہر کا انتقال ہو جائے۔ [۴]

غرض اس طرح عام اصول و قواعد کے تحت ذرائع کھولنے اور بند کرنے سے

---

[۱] الفروق ج ۲ ص ۳۲ شاطبی - الواقعات ج حوالہ بالا۔ [۲] ابو زہرہ اصول فقہ الذرائع۔ [۳] الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی الذرائع۔ [۴] احمد زرقا الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید ج ۱ الاستصلاح۔

متعلق بہت سے احکام و قوانین ہیں جن کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں موجود ہے۔

تغیر احکام بتغیر زمان

(۳) تغیر احکام بتغیر زمان (زمانہ کی تبدیلی سے احکام کی تبدیلی) یعنی جو احکام زمانی مصلحت پر مبنی تھے زمانہ کی تبدیلی سے اب چونکہ ان کی مصلحت بدل گئی ہے اس لئے ان کی تبدیلی ضروری ہو گئی ہے۔

زمانہ میں تبدیلی دو وجہ سے ہوتی ہے۔

(۱) فسادِ زمانہ۔ کہ لوگوں کی اخلاقی حالت خراب ہو جائے۔

(۲) ترقیِ زمانہ۔ کہ لوگوں کی معاشرتی حالت ترقی کر جائے۔

جیسا کہ حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز نے فرمایا:۔

تحدث للناس اقضية بقدر ما احدثوا من الفجور ۱ه	لوگوں نے فسق و فجور کی جس قدر نئی نئی قسمیں پیدا کر لی ہیں اسی لحاظ سے قضایا پیدا ہو گئے ہیں

عز الدین بن عبدالسلام کہتے ہیں:۔

واحکام بقدر ما یحدثون من السیاسات والمعاملات و الاحتیاطات۔ ۲ه	احکام میں اسی لحاظ سے اضافہ ہو گیا ہے جس لحاظ سے لوگوں نے سیاسات معاملات اور احتیاطات میں اضافہ کر لیا ہے

زمانہ کی تبدیلی سے تبدیلی کی دو شکلیں

زمانہ کی تبدیلی سے شرعی احکام و قوانین میں تبدیلی کی دو شکلیں ہیں۔

(۱) اصل مسئلہ میں تبدیلی اور

(۲) مسئلہ کے اوصاف میں تبدیلی۔

اجتہادی احکام میں اصل مسئلہ کی تبدیلی

(۱) اجتہادی احکام و قوانین میں تبدیلی کی دو شکلیں پائی جاتی ہیں اور غیر اجتہادی احکام و قوانین میں صرف اوصاف

۱ه محمد مہدی الابحاث السامیہ کیفیۃ معاشرۃ والی للنظام ص ۴۵

۲ه ایضاً۔

کی تبدیلی کا وجود ہے اصل مسئلہ کی تبدیلی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ اس کا تعلق نفاذ سے ہے۔ اجتہادی احکام و قوانین کی چند مثالیں یہ ہیں۔

(۱) ایک شخص قرضدار ہے اور جس قدر قرضہ ہے اتنا ہی اس کے پاس مال ہے ایسی حالت میں اگر وہ اپنے مال کو ہبہ وقف وغیرہ کرنا چاہے تو قدیم فقہاء کے نزدیک اس کے یہ تصرفات صحیح نہ ہونگے لیکن متاخرین فقہاء نے قرضخواہ کی مرضی کے بغیر قرضدار کے ان تصرفات کو ناجائز قرار دیا۔ اور اگر مال قرضہ سے زائد ہے تو زائد مال میں یہ تصرفات صحیح ہوں گے۔ ؎۵۱

(۲) کسی شخص نے کوئی چیز غصب کرلی تو قدیم فقہاء کے نزدیک صرف مغصوبہ (چھینی ہوئی) شی کا ضمان دینا ہوگا اس سے جو کچھ نفع ہوا ہے اس کا ضمان نہ واجب ہوگا لیکن متاخرین فقہاء نے منافع کا ضمان بھی واجب کیا۔ ؎۵۲

(۳) شوہر نے بیوی کا مہر معجّل ادا کردیا تو بیوی پر شوہر کی اطاعت لازم ہوگئی وہ جہاں چاہے اس کو لے جاکر رکھے۔ لیکن اگر شوہر اتنے دور دراز مقام پر لے جانا چاہے کہ جہاں بیوی کا کوئی مونس و مددگار نہیں ہے تو متاخرین فقہاء کے نزدیک اس کو شوہر کی اطاعت کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا۔ ؎۵۳

(۴) حاکم کو اپنے ذاتی علم کی بناء پر مقدمہ کا فیصلہ کرنے کی اجازت تھی لیکن متاخرین فقہاء نے حاکم کو ایسے فیصلہ سے منع کردیا وغیرہ۔ ؎۵۴

غیر اجتہادی احکام میں اوصاف کی تبدیلی (۲) غیر اجتہادی احکام و قوانین میں اوصاف کی تبدیلی یہ ہے کہ اصل حکم و قانون برقرار رکھتے ہوئے نفاذ میں اس کی عمومیت کو خاص کردیا جائے مطلق کو مقید کردیا جائے وسعت کو محدود کردیا جائے کسی شرط

؎۵۱ احمد زرقاء الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید۔ عوامل تغیر الزمان۔ ؎۵۲ مجلۃ الاحکام العدلیہ دفعہ ۵۹۶ ترکی ۱۲۸۶ھ ؎۵۳ ابن عابدین۔ رد المختار ج ۲ فی السفر بالزوجۃ۔ ؎۵۴ رد المختار ج ۴ فی حکم القاضی بعلمہ۔

یا صفت کا اضافہ کردیا جائے بعض شکلوں کو مستثنیٰ قرار دیا جائے وقتی طور پہ نفاذ روکدیا جائے وغیرہ۔

یہ تبدیلی چونکہ عام اصول و قواعد کے تحت ہوگی اس لئے نص پہ زمانہ کی تبدیلی کو ترجیح دینے کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔ بلکہ جس نص سے یہ عام اصول و قواعد ثابت ہیں اس کے ذریعہ اس نص میں اوصاف کی تبدیلی تسلیم کی جائے گی جیساکہ "مصلحت" کے تحت گذر چکا۔

اوصاف کی تبدیلی کا ثبوت بڑی حد تک قرآن حکیم کی اس آیت میں ہے۔

ایک آیت سے استدلال	واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر بل اکثرھم لا یعلمون [1]	جب ہم ایک آیت کی جگہ دوسری آیت بدل دیتے ہیں اور اللہ خوب جانتا ہے جو اتارتا ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے گھڑ لیا ہے ایسا نہیں ہے بلکہ ان میں کے اکثر نہیں جانتے ہیں

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اس آیت کے نوٹ میں فرماتے ہیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ پورا قرآن ایک مرتبہ تو نازل ہوا نہیں موقع بموقع آیات نازل ہوتی تھیں بعض وقتی احکام بھی آتے تھے پھر دوسرے وقت حالات کے تبدیل ہونے پر دوسرا حکم آجاتا تھا۔ مثلاً ابتداء میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا ایک زمانہ کے بعد اجازت دی گئی یا ابتداء میں حکم تھا قم اللیل الا قلیلا نصفہ الخ (رات کو کھڑے رہو آدھی رات یا اس میں سے کچھ کم کردو مگر کسی رات نہ ہو سکے تو معاف ہے) تھوڑی مدت کے بعد مکہ ہی میں یہ آیات نازل ہوئیں" علم ان لن تحصوہ فتاب علیکم فاقرؤا ما تیسر من القرآن الخ" اللہ نے جانا کہ تم اسکو

---

[1] النحل ع ۱۴۔

پورا نہ کر سکو گے سو تم پر معافی بھیجدی اب پڑھو جتنا تم کو آسان ہو قرآن سے [۱]

طرز استدلال | آیت میں ابدال کے بجائے "تبدیل" کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے مراد کہیں ذات کی تبدیلی اور کہیں صرف اوصاف کی بدیلی مراد ہوتی ہے۔ ذات اپنی جگہ برقرار رہتی ہے۔

التبدیل التغییر مطلقا اما فی الذات کتبدیل الدراھم بالدنانیر او فی الاوصاف کتبدیل الفضۃ خاتما [۲]	تبدیل سے مطلقاً بدلنا مراد ہے خواہ ذات میں ہو۔ جیسے درہم کی تبدیلی دینار کے ساتھ یا اوصاف میں ہو جیسے چاندی کی تبدیلی انگوٹھی کی شکل میں ہو۔

ابدال اور تبدیل کا فرق یہ بیان کیا گیا ہے۔

ان التبدیل تغییر الصورۃ الی صورۃ اخری والجوھرۃ بعینھا والابدال تنحیۃ الجوھرۃ واستئناف جوھرۃ اخری [۳]	تبدیل صرف صورۃ کو بدلنا اصل جوہر اپنی جگہ باقی رہے اور ابدال جوہر کو بدلنا کہ اس کی جگہ دوسرا جوہر آ جائے۔

کلام عرب میں دو محاورہ ہیں۔

ابدلت الخاتم بالحلقۃ اور بدلت الخاتم بالحلقۃ۔ دونوں کے استعمال میں فرق ہے۔ پہلا اس وقت استعمال ہوتا ہے جب انگوٹھی ہٹا کر چھلا اس کی جگہ رکھ دیا جائے اور دوسرا اس وقت جبکہ انگوٹھی پگھلا کر چھلا بنا لیا جائے پہلے میں اصل جوہر بدل جاتا ہے اور دوسرے میں جوہر باقی رہتا صرف اوصاف میں تبدیلی ہوتی ہے [۴] قرآن حکیم میں لفظ تبدیل کا استعمال دونوں طرح سے ہے۔

---

[۱] حاشیہ مذکورہ آیت۔ [۲] شیخ محمد طاہر پٹنی۔ مجمع بحار الانوار ج ۱۔

[۳] محمد مرتضی زبیدی تاج العروس ج فصل الباء من باب اللام۔ [۴] ایضاً

ذات کی تبدیلی مثلاً:-

فاولئک یبدل اللہ سیأتھم حسنات۔[۱] یہی لوگ ہیں کہ اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دے گا۔

صرف اوصاف کی تبدیلی مثلاً:-

کما نضجت جلودھم بدلنٰھم جلوداً غیرھا۔[۲] جب کبھی ان کی کھال جل جائے گی تو ہم اس کی جگہ دوسری کھال بدل دیں گے۔

رسول اللہ سے ثابت شدہ مثالیں

لیکن اس موقع پر تبدل سے مراد صرف اوصاف کی تبدیلی ہے جس کی تائید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے طرز عمل سے ہوتی ہے۔ مثلاً:-

قرآن حکیم میں حدود قائم کرنے حکم عام ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عام حکم سے خاص کرکے دشمن کی سرزمین میں حدود قائم کرنے سے منع کیا۔

لا تقطع الایدی فی الغزو۔[۳] غزوہ میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

لا تقطع الایدی فی السفر[۴] سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

قرآن حکیم میں اجنبی عورتوں کی طرف دیکھنے سے منع کیا گیا ہے۔ لیکن جس سے شادی کا ارادہ ہو رسول اللہ نے دیکھنے کی اجازت دی اور مطلق حکم کو بلا شرعی ضرورت کے ساتھ مقید کیا۔

نظر الیھا فانہ احری ان یؤدم بنیکما[۵] اس کو دیکھ لو اس سے آپس میں الفت و محبت کی زیادہ امید ہے۔

زنا کے ایک واقعہ میں مجرم کی جگہ غیر مجرم پکڑ لیا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ

---

[۱] الفرقان ع ۶ ۔ [۲] النساء ع ۸ [۳] مشکوۃ باب قطع السرقہ ۔ [۵] نسائی و اعلام الموقعین فصل فی تغیر الفتویٰ۔

علیہ وسلم نے اس کو سزا کا حکم بھی سنا دیا لیکن بعد میں مجرم نے خود ہی اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور ماخوذ شخص کو اس سے بری قرار دیا یہ صورت دیکھکر رسول اللہؐ نے دونوں کی سزا معاف کردی ماخوذ شخص کی اس بنا پر کہ وہ اصل مجرم نہ تھا۔ اور مجرم کی اس بنا پر کہ محض دوسرے کی جان اور حق کی حفاظت کی خاطر اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔

حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اعتراف جرم کے بعد سزا نہ دینا مجرم کی حوصلہ افزائی اور عام حکم کی خلاف ورزی ہے رسول اللہؐ سے اسکو سزا دینے کی درخواست کی تو آپ نے عام حکم سے مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا:۔

لانه قد تاب الی الله۔ ؎ اس لئے کہ اللہ کی طرف اس نے رجوع کر لیا ہے

زمانۂ صحابہ کی مثالیں صحابہ کرام میں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں (۱) حضرت ابوبکرؓ نے مرد سے بدفعلی کرانے والے کو آگ میں جلانے کا حکم دیا (۲) اسی طرح بعض مرتدین کو آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ ان صورتوں کو عذاب نار سے ممانعت کی عام حدیث سے خاص کر لیا۔ وہ یہ ہیں۔

ان النار لا یعذب بہا الا اللہ ؎ آگ سے سوائے اللہ کے اور کوئی عذاب نہ دے

لا تعذبوا بعذاب اللہ ؎۲ اللہ کے عذاب جیسا تم لوگ عذاب نہ دو۔

حضرت عمرؓ نے بہت سے مواقع پر اوصاف کی تبدیلی کی کے حکم نافذ کیا مثلاً تالیف قلوب کے لئے زکوۃ دینے کے حکم کا نفاذ وقتی طور پر روک دیا۔ کتابیہ عورتوں سے نکاح کرنے کی وقتی طور پر ممانعت کردی قحط سالی میں چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا، نہیں نافذ کی اس طرح اور بہت سے احکام کی وسعت محدود کر دی ؎۳

؎ ابن قیم الطرق الحکمیہ فصل سلوک الصحابہ لبعض الاحکام۔ ؎۲ قاضی ابویعلیٰ الاحکام السلطانیہ فصل فی ولایات الامام ؎۳ جصاص احکام القرآن ج ۱ و ۲۔ محمد کتاب الآثار باب تزوج الیہودیۃ والنصرانیۃ واعلام الموقعین ج ۳ فی تغیر الفتویٰ۔

حضرت عثمان رضؓ نے گم شدہ اونٹوں کو پکڑنے اور انتظار کے بعد اس کے بیچنے کا حکم دیا حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب گم شدہ اونٹوں کے پکڑنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے منع فرمایا۔

زہری کہتے ہیں۔

کان عثمان رأی قد جرت الیهم فساد الاخلاق والذمم وامتدت ایدیهم الی الحرام فهذا التدبیر اصون لضالة الابل واحفظ لحق صاحبها خوفا من ان تنالها ید سارق اوطامع۔ [1]	یہ اس وجہ سے کہ حضرت عثمان نے دیکھا کہ لوگوں میں اخلاق کی خرابیاں اور برائیاں سرایت کر گئی ہیں اور حرام کی طرف لوگوں کے ہاتھ دراز ہو گئے ہیں یہ تدبیر گم شدہ اونٹ اور اس کے مالک کے حق کی زیادہ حفاظت کرنے والی ہے اس اندیشہ سے کہ اونٹ کو چور یا کوئی لالچی آدمی پکڑ لے۔

حضرت علی کا غالی شیعوں کے جلانے کا واقعہ اوپر گذر چکا ہے یہ لوگ حضرت علی کو خدا مانتے تھے جب انھوں نے جلانے کا حکم دیا تو کہا کہ اب اور زیادہ یقین ہو گیا کہ آپ خدا ہیں۔ کیونکہ آگ کا عذاب خدا کے سوا اور کوئی نہیں دیتا۔ [2]

فقہاء کی مثالیں تابعین اور فقہاء کی کئی مثالیں مصلحت کے بیان میں گذر چکی ہیں وہیں دیکھ لی جائیں چند یہ ہیں۔ شہادت کا جو معیار مقرر ہے اگر ویسے شاہد نہ مل سکیں تو جو موجود ہوں۔ ان میں بہتر کی شہادت معتبر ہو گی۔

(۱) اجاز نصب الشهود فسقة لاجل عموم الفساد جاز التوسع	جب عموم فساد کی وجہ سے فاسق گواہوں کا تقرر جائز ہے تو زمانہ اور اہل زمانہ کے

---

[1] مالک موطا، باب القضاء، احمد زرقا، الفقہ الاسلامی [2] محمد بن عبد الکریم شہرستانی کتاب الفصل فی الملل والاہواء والنحل ج ۲ ذکر شنیع الشیعہ۔

فی الاحکام السیاسۃ لاجل کثرۃ فساد الزمان واھلہ [1]	کثرت فساد کی وجہ سے احکام سیاسیہ میں وسعت جائز ہے۔

علامہ حرانی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

فقد حسن ما کان قبیحا واتسع ما کان ضیقا واختلفت الاحکام باختلاف الزمان [2]	جو قبیح تھا وہ حسن ہوگیا جس میں تنگی تھی وسعت ہوگئی۔ اور زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہوگئے۔

جوتہ وغیرہ کا آرڈر دیکر خرید و فروخت کا معاملہ کیا جاتا ہے حالانکہ یہ ایسی شئی پہ معاملہ ہے جو موجود نہیں ہوئی لیکن فقہاء نے اس کی اجازت دی۔

زمین کی جسٹری کا جب تک رواج نہ ہوا تھا۔ خریدار کو قبضہ دینا حوالہ کرنا ضروری تھا۔ اس سے پہلے زمین بیچنے والے کے قبضہ میں سمجھی جاتی اور وہی اس کا ضامن ہوتا تھا لیکن رجسٹری کے رواج ہونے کے بعد جس دن رجسٹری ہوئی ہے اس دن سے خریدار کا قبضہ سمجھا جائے گا بیچنے والا اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوجائے گا۔ [3]

"ریڈیو" کی خبروں کے اعتبار کرنے کا عام رواج (عرف) ہے دینی خبروں کا شریعت کے مطابق اہتمام نہ ہونے کے باوجود ان سے غلبۂ ظن حاصل ہوجاتا ہے چاند کے ثبوت کے لئے ابر کی صورت میں دو اور آسمان صاف ہونے کی صورت میں تین خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہوجانا چاہئے خواہ یہ چیزیں مختلف ریڈیو اسٹیشن سے کئی جگہ کی ہوں البتہ اس صورت میں چاند کا ثبوت محض ان خبروں سے نہیں بلکہ اس فیصلہ سے سمجھنا چاہئے جو علماء ان خبروں سے غلبۂ ظن حاصل ہونے کی بناء پر کریں۔ اس کی پوری

---

[1] ابن فرحون تبصرۃ الحکام فی القضاء فی السیاسۃ الشرعیہ۔ [2] علی خفیف اسباب اختلاف الفقہاء الخلاف الناشی عن العرف واختلاف الزمان۔ [3] احمد زرقاء الفقہ الاسلامی عوامل تغیر الزمان۔

تحقیق "مقالات امینی" میں ملے گی۔

ابن قیم کا قول ابن قیم تغیر الفتوی بتغیر الزمان کے باب کہتے ہیں۔

یہ باب وسیع ہے جس میں سمجھ بوجھ کو ٹھوکر لگتی اور مردانِ راہ کے قدم پھسلتے ہیں اس سے کا نہ لینا حقوق ضائع کرنا حدود معطل کرنا اور اہل شر کو جری بنانا ہے اور حد سے زیادہ کام لینا ظلم و ستم کا دروازہ کھولنا اور خون ریزی و غارت گری کا موقع فراہم کرنا ہے۔ ۱؎

دوسری جگہ ہے۔

هذا فصل عظيم النفع جداً وقد وقع بسبب الجهل به غلط عظيم على الشريعة اوجب من الحرج والمشقة وتكليف ما لا سبيل اليه ما يعلم ان الشريعة الباهرة التي في اعلى رتب المصالح لا تأتي به فان الشريعة مبناها واساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد وهي عدل كلها ورحمة كلها ومصالح كلها وحكمة كلها فكل مسئلة خرجت عن العدل الى الجور وعن الرحمة الى ضدها

یہ فصل نہایت نفع دینے والی ہے اس سے جہالت کی وجہ سے شریعت کے بارے میں عظیم مغالطہ ہوگیا اور لوگ طرح طرح کی تنگی و مشقت میں مبتلا ہوگئے ہیں اور شریعت کی ان اعلی درجہ کی مصلحتوں کے معلوم کرنے کا کوئی راستہ نہیں رہ گیا جن پر شریعت قائم ہے۔ شریعت کا مدار حکمتوں اور دنیوی و اخروی زندگی کی مصلحتوں پر ہے وہ مجسمہ عدل و رحمت اور کل حکمت و مصلحت ہے جو مسئلہ بھی عدل سے ظلم کی طرف رحمت سے زحمت کی طرف مصلحت سے مفسدہ کی طرف اور حکمت سے رغبت کی طرف خروج

۱؎ اعلام الموقعین فی تغییر الفتوی۔

وعن المصلحة الی المفسدة وعن الحکمة الی العبث فلیت من الشریعة وانہ ادخلت فیہا بالتاویل ؎۱
کرے گا وہ شریعت کا مسئلہ نہ ہوگا۔ اگرچہ تاویل کے ذریعہ شریعت میں داخل کرلیا جائے۔

مذکورہ تفصیلات سے ظاہر ہے کہ تغیر احکام بتغیر زمان کا تعلق مستقلاً عرف سے نہیں ہے جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ مصالح مرسلہ سے ہے اور اس کی حیثیت مستقل باب کی ہے نہ کہ عرف کے تحت ضمنی باب کی۔

عرف کا مصلحت مرسلہ سے زیادہ تعلق ہے عرف (جس پر لوگوں کا عمل درآمد ہو) میں بھی مصلحت ملحوظ ہوتی ہے اس لئے اکثر و بیشتر اس کا تعلق مصالح مرسلہ سے ہوتا ہے اس میں عبدالوہاب خلاف کی رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے

والعرف عند التحقیق لیس دلیلا شرعیا مستقلا وھو فی الغالب من مراعاۃ المصلحۃ المرسلۃ وھو کما یراعی فی تشریع الاحکام یراعی فی تفسیر النصوص فیخصص بہ العام ویقید بہ المطلق وقد یترک القیاس بالعرف۔ ؎۲
تحقیقی بات یہ ہے کہ عرف مستقل دلیل شرعی نہیں ہے وہ عرف اکثر مصلحت مرسلہ کے تحت ہوتا ہے جس طرح احکام وضع کرنے میں اس کی رعایت کی جاتی ہے نصوص کی تفسیر میں بھی اس کی رعایت ہوتی ہے۔ اس کے ذریعہ عام نص کو خاص کیا جاتا مقید کیا جاتا اور کبھی اس کی وجہ سے قیاس چھوڑ دیا جاتا ہے۔

سب ہی اماموں نے عرف کی بنیاد پر مسائل حل کئے ہیں کسی نے مستقل اصل تسلیم کر کے اور کسی نے دوسری اصل کے تابع بنا کر۔ عرف کا ٹکراؤ اگر اجتہادی مسائل سے ہے تو اس میں زیادہ دشواری نہیں پیش آتی اور اگر غیر اجتہادی مسائل سے ہے تو نص خاص کے مقابلہ میں

؎۱ اعلام الموقعین ج فصل فی تغیر الفتویٰ ۔ ؎۲ عبدالوہاب خلاف علم اصول الفقہ الدلیل السابع العرف ۔

اس کا اعتبار نہیں ہوتا اور نص عام کو اس کے ذریعہ خاص کرنا یا مقید کرنا سب ہی اصول سے ثابت ہے اگرچہ اصولی طور پر بعض نے انکار کیا ہے جیسا کہ چند مثالوں سے ثابت ہے۔

حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک کھانے کپڑے پر نوکر رکھنا جائز ہے اگرچہ اس میں جہالت پائی جاتی ہے۔ شوافع اور احناف کے نزدیک قسط پر خرید و فروخت جائز ہے اس طرح آرڈر دے کر معاملہ کرنا درست ہے۔ گھڑی وغیرہ ضرورت کی چیزیں اس ضمانت کے ساتھ خریدنا درست ہے کہ مثلاً چھ ماہ یا سال بھر میں خراب ہوئی تو اس کی مرمت کا ذمہ دار دوکان دار ہوگا وغیرہ۔ [۱]

حناف اور مالکیہ کے نزدیک موسمی پھلوں کی بیع جائز ہے جبکہ کچھ نکل آئے ہوں اور ان میں انتفاع کی صلاحیت ظاہر ہوگئی ہو اگرچہ کچھ پھل بعد میں نکلیں۔

ظاہر ہے کہ عرف سے مراد ایسا عرف ہے کہ جس کے ذریعہ حلال حرام یا حرام حلال نہ قرار پاتا ہو نیز اس کے ذریعہ کسی فرض و واجب کا بطلان نہ لازم آتا ہو۔ یہ عرف شریعت کے عام اصول و قواعد کے خلاف نہ ہوگا۔ [۲] اس کی تفصیل "فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر" میں دیکھ لینا چاہئے۔ رسالہ العرف والعادۃ (احمد فہمی) کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

گذارش: خریداری برہان یا ندوۃ المصنفین کی ممبری کے سلسلے میں خط و کتابت کرتے وقت یا منی آرڈر کوپن پر برہان کی چٹ نمبر کا حوالہ دینا نہ بھولیں تاکہ تعمیل ارشاد میں تاخیر نہ ہو۔ اس وقت بیحد دشواری ہوتی ہے۔ جب ایسے موقع پر آپ صرف نام لکھنے پر اکتفا کر لیتے ہیں اور بعض حضرات تو صرف دستخط کو کافی خیال کرتے ہیں۔ پتہ مکمل ہونا چاہئے۔ نئے خریدار اپنا مکمل پتہ اردو۔ انگریزی میں کوپن پر ضرور تحریر فرما دیں۔

[۱] ڈاکٹر وصبہ الزحیلی نظریۃ الضرورۃ الشرعیۃ العرف۔

[۲] امینی۔ فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر بحث عرف و رواج اور فقہی اصول و کلیات۔